علامہ حسین بخش جاڑا

از عون علی جاڑوی

علامہ حسین بخش جاڑا صاحب تفسیر انوار النجف فی اسرار المصحف، تقریباً ۱۹۲۰ء کو جاڑا ضلع ڈی آئی خان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے آبائی علاقے ہی میں حاصل کی۔ مارچ ۱۹۳۵ء میں کوٹ جائی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے ورنیکلر مڈل سکول سے فرسٹ ڈویژن میں مڈل پاس کیا۔ آپ کے والد گرامی الحاج ملک اللہ بخش مرحوم نے علوم دینیہ سے لگاؤ کی بنا پر آپ کو ۱۹۳۵ء کے اواخر میں چک نمبر ۳۸ ضلع ملتان میں استاد العلماء مولانا سید محمد باقر نقوی اعلی اللہ مقامہ کے مدرسہ میں داخل کروادیا۔ مولانا سید محمد باقر شاہ بھی اپنے دور میں آسمان علم و فضل کا نیر درخشندہ اور برج زہد و تقویٰ کا تابندہ سورج تھے۔

علامہ حسین بخش جاڑا مرحوم نے ۱۹۴۵ء میں پنجاب یونیورسٹی میں مولوی فاضل کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا اور پھر ایک مدت تک اہلسنت کے مختلف دینی مدارس میں منطق، فلسفہ، معانی بیان، ہیئت و ادب وغیرہ کی تحصیل میں مشغول رہے۔ پاکستان میں مدارس دینیہ کے علوم سے فراغت کے بعد کچھ عرصہ مدرسہ رجبانہ، مدرسہ محمدیہ جلال پور ننگیانہ، باقریہ جاڑا اور مدرسہ صادقیہ خان پور ضلع رحیم یار خان میں تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ بعد ازاں نجف اشرف (عراق) جانے کی سعادت حاصل ہوئی، علوم دینیہ و معارف ربانیہ کی تحصیل کا عشق جنون کی حد تک آپ کے دل و دماغ پر مسلط تھا۔ جس کی بدولت آپ نے اپنی عمر کا شاندار حصہ اس پر خرچ کیا۔

آپ ۱۹۵۲ء سے لے کر ۱۹۵۵ء تک نجف اشرف میں مقیم رہے اور سطحیات و کفایہ کے دروس آپ نے استاد سید محمد تقی عرب، آقائے فلسفی، سید محمد مرعشی، شیخ مجتبیٰ لنکرانی جیسے جلیل القدر اساتذہ سے حاصل کئے جبکہ درس خارج کیلئے آیات عظام سید حسن بجنوردی، سید ابو القاسم خوئی، میرزا حسن یزدی، سید حسن حمامی، سید محمود شاہرودی، سید عبداللہ شیرازی، میرزا محمد باقر زنجانی جیسی بلند پایہ شخصیات کے حضور زانوئے تلمذ طے

کیا۔ آپ کے تلامذہ میں پاکستان کی درج ذیل شخصیات کا نام آتا ہے۔ مولانا سید حسن شاہ، مولانا وزیر حیدر، مولانا محمد بخش دین پوری، مولانا محمد سعید، مولانا محمد حسین شاہ، مولانا مرید کاظم، مولانا محمد حسین ڈھکو، مولانا فرزند علی شاہ، (مولانا محمد حسین سدھو پورہ) مولانا سید صفدر حسین نجفی مرحوم، مولانا سید مبارک علی شاہ اور مولانا مرید حسین خان۔

آپ ۱۹۵۵ء کے لواخر میں نجف اشرف سے اپنے وطن جاڑا ضلع ڈیرہ اسماعیل خان واپس لوٹے اور علمی فریضہ کو پورا کرنے اور قومی امور کو انجام دینے کے لئے آپ نے درج ذیل اہم ترین خدمات انجام دیں۔

جامعہ علمیہ کا قیام:

آپ نے وطن پہنچتے ہی ایک علمی ادارہ تشکیل دیا جس کا نام جامعہ علمیہ باب النجف رکھا۔ جامعہ علمیہ کا سنگ بنیاد آپ نے اپنے ہاتھوں سے رکھا اور طلباء علوم دینی کی معاونت سے اس کی دیواروں کو خود ہی کھڑا کیا اور ایک سال کے اندر اندر جامعہ علمیہ باب النجف جاڑا کی عمارت پایہ تکمیل کو پہنچی۔

مدرسہ کی تعمیر کے بعد آٹھ سال تک تدریس کے فرائض آپ نے خود انجام دیئے اور ملک میں موجود بزرگ علماء کرام کی اکثریت اسی جامعہ علمیہ کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہوئی ہے۔ علامہ حسین بخش صاحب نے اپنی دیگر دینی مصروفیات کے باعث اس جامعہ کے فرائض قبلہ غلام حسن نجفی صاحب کے سپرد کئے جو تاحال نہایت حسن وخوبی اور خوش اسلوبی سے جامعہ علمیہ باب النجف جاڑا کے امور کو انجام دے رہے ہیں۔

تصنیف و تالیف:

جب آپ جامعہ علمیہ باب النجف جاڑا کی تعمیر سے کسی حد تک مطمئن ہو گئے تو آپ نے تصنیف و تالیف کی طرف قدم اٹھایا کیونکہ آپ قوم وملت کی سب سے بڑی خدمت اسی میں مضمر سمجھتے تھے۔ چنانچہ آپ نے تالیف و تصنیف اور بعض کتابوں کے ترجمے کا سلسلہ شروع کیا اور ابتداء میں قرآن مجید کی تفسیر کو مکمل کرنے کا ارادہ کیا، کیونکہ آپ تفسیر قرآن کا آغاز نجف اشرف میں قیام کے دوران ہی کر چکے تھے۔

علامہ صاحب قدہ اپنی کتاب لمعۃ الانوار فی عقائد الابرار ص ۳۸ میں اس بارے میں یوں رقم طراز ہیں۔

"قرآن مجید کی تفسیر کی ابتداء چونکہ نجف اشرف (عراق) میں رہائش کے دوران ہو چکی تھی لہٰذا اس کا نام تفسیر انوار النجف فی اسرار المصحف تجویز کیا اور خدا کی قسم جن جن لوگوں کو اس کے مطالعہ کی ہمت ہوئی انہوں نے اس کو اسم بامسمیٰ پایا۔ اس تفسیر میں تمام وہ خوبیاں موجود ہیں جن کو عصر حاضر کے ترقی یافتہ اذہان تلاش کر رہے

تھے۔ اس میں دور حاضر کے مسائل کو نہایت ہی سلجھے ہوئے انداز میں حل کیا گیا ہے۔ قرآنی مطالب کو تفسیر آئمہؑ کی روشنی میں تفسیر بالرائے سے بالکل الگ ہو کر نہایت عمدہ اور دلکش پیرائے میں واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے جن آیات میں فقہی مسائل کی طرف اشارہ ہے اس کی وضاحت فقہی شان سے اس طرح کی گئی ہے کہ تفسیر کے مطالعہ کے بعد اس مرحلہ میں کسی دوسرے رسالہ عملیہ کی احتیاج نہ رہے۔ تاریخی مسئلہ کو تاریخ کے آئینے میں صاف صاف بیان کیا گیا ہے اور اختلافات کو عقلی و نقلی براہین سے اس طرح واضح کیا گیا ہے کہ حاملان فطرت سلیم کے لئے اس کے مطالب کسی بھی قسم کے تعصب کے غبار و دھند لکے سے صاف و مبرا ہوں۔ اپنی طرف سے تفسیر کو آسان و سلیس لکھنے کی کوشش کی ہے تا کہ یہ تفسیر صرف اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ تک محدود نہ رہے بلکہ عام لکھا پڑھا انسان بھی اس سے کماحقہ استفادہ کر سکے۔ میرے اپنے اندازے سے یہ تفسیر علوم آل محمدؐ کا واضح اور کھلا ہوا درس ہے۔

تفسیر انوار النجف چودہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس تفسیر کی ابتداء ۱۹۵۵ء کے آغاز میں ہوئی اور ۱۹۷۷ء میں ۲۰ سال کے عرصہ میں مکمل ہوئی۔ اس تفسیر کے اب تک کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ یہ تفسیر پاکستان میں اہل تشیع کے درمیان اپنے زمانے کی مقبول ترین اردو تفسیر سمجھی جاتی ہے۔ اس سے قبل سرزمین پاکستان میں اہل تشیع کے علماء میں سے علامہ سید ابو القاسم لاہوری اعلے اللہ مقامہ اور ان کے سپوت علامہ سید علی المعروف حائری قدس سرہ نے باقی لسانی و قلمی خدمات کے ساتھ ساتھ تفسیر "لوامع التنزیل" بھی لکھی تھی اور یہ ان کی قابل قدر اور مایہ افتخار خدمت تھی، لیکن افسوس کہ پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکی اور جس حد تک اس کا مسودہ لکھا گیا وہ بھی قوم کی بے قدری کا شکار ہو کر رہ گیا اور آخر کار اس کا اکثر حصہ دریائے راوی کی موجوں کی نذر ہو گیا۔

تفسیر انوار النجف، علمی براہین اور روایات آئمہؑ کی روشنی میں نہایت ہی سلیس اور رواں انداز میں تحریر کی گئی ہے۔ اس تحریر کی دیگر خصوصیات میں سے یہ بات قابل ذکر ہے کہ تفسیر کے مدارک و ماخذ کو اہل سنت کی مستند کتابوں سے بلاواسطہ لیا گیا ہے اسی لئے یہ تفسیر اہل تشیع کے علاوہ اہل سنت میں بھی مقبول ہے۔

اس تفسیر کو پاکستان کے ماحول کو مد نظر رکھ کر لکھا گیا ہے۔ بعض گھمبیر اختلافی مسائل کی گھتیوں کو بڑے سلجھے ہوئے انداز میں اس طرح واضح کر دیا گیا ہے کہ قاری تفسیر کا مطالعہ کرنے کے بعد مطمئن ہو سکے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس تفسیر کے بعض حصے سندھ اور کراچی یونیورسٹی کے اسلامیات کے نصاب میں بھی شامل ہیں۔

تفسیر انوار النجف کے علاوہ بھی آپ نے کئی اور کتابیں تحریر فرمائی ہیں جن میں انوار شرعیہ در فقہ جعفریہ،

اصحاب الیمین، اسلامی سیاست، معیار شرافت، انوار شرافت، امامت وملوکیت، المجالس المرضیہ، لمعۃ الانوار فی عقائد الابرار، مناظر بغداد، اسلامی فکر، چور کی سزا، عشر کیا ہے ؟، ترجمہ کتاب الدین والاسلام، نماز امامیہ وغیرہ شامل ہیں۔

درس وتدریس

درس تدریس کے حوالے سے آپ اپنی کتاب لمعۃ الانوار میں فرماتے ہیں۔

"اہل علم کے لئے درس وتدریس کی خدمت بھی صدقہ جاریہ ہے اور خدا کے فضل وکرم سے مجھے بجا طور پر فخر حاصل ہے کہ اس علمی فریضہ سے کافی حد تک عہدہ برآ ہو چکا ہوں۔ جب تک جسم ودماغ میں طاقت تھی میرا مشغلہ صرف تدریس رہا ہے اور بفضل خدا اس سلسلہ میں میری روحانی اولاد پورے ملک میں پھیلی ہوئی ہے اور میں اس کو اپنے لئے اور اپنے اساتذہ وبزرگوں کے لئے صدقہ جاریہ سمجھتا ہوں" اس کا عملی ثبوت بھی یوں ہے کہ علامہ صاحب نجف سے واپسی کے بعد جامعہ علمیہ باب النجف کی تاسیس کے علاوہ کئی سالوں تک دار العلوم محمدیہ سرگودھا میں پرنسپل رہے۔ بعد ازاں دریاخان میں مدرسہ امامیہ تاسیس فرمایا۔ پھر جامعہ جعفریہ گوجرانوالہ میں بحیثیت پرنسپل مصروف ہو گئے۔ گوجرانوالہ کے بعد لاہور میں پہلے مدرسہ زینبیہ اور پھر جامعہ امامیہ میں پرنسپل کے طور پر اپنی تدریسی خدمات کو پیش کیا اور اپنی عمر کے آخر تک جامعہ امامیہ لاہور میں رہے۔

تبلیغ دین :

فن تقریر میں اپنے استاد علامہ سید محمد باقر شاہ نقوی قدہ کی طرح آپ کو بھی خاص مہارت حاصل تھی۔ آپ کی تقاریر اتنی جذاب، عام فہم اور شیریں ہوتی تھیں کہ سامعین کبھی تھکاوٹ محسوس نہیں کرتے تھے۔ اسی لئے آپ کو پاکستان کے گوشہ گوشہ سے مدعو کیا جاتا تھا۔ آپ اپنی تقاریر کے دوران سادہ انداز میں واقعات کی اس طرح منظر کشی فرماتے تھے کہ سامعین کو یوں محسوس ہوتا تھا کہ گویا وہ خود اپنی آنکھوں سے اس منظر کو دیکھ رہے ہیں۔

آپ نے تقاریر کے ذریعے عوام تک اسلام اور اہلبیت کی تعلیمات کو پہنچانے میں نہایت ہی جانفشانی سے کام کیا۔ آپ کی وفات حسرت آیات دسمبر ۱۹۹۰ء میں جامعہ امامیہ کربلا گامے شاہ لاہور میں ہوئی اور آپ کو دریا خان میں سپرد خاک کیا گیا۔

آپ کی تفسیر انوار النجف اور باقی کتابیں حاصل کرنے کیلئے

حکیم محمد باقر جاڑا، مکتبہ انوار النجف ڈیرہ روڈ، دریاخان ضلع بھکر سے رابطہ کیا جاسکتا ہے۔